ابدی زندگی کا حصول خدا کے فضل کے بغیر ممکن نہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍فروری ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

کل دوپہر سے بارش ہورہی ہے کبھی خاصی تیز ہوجاتی ہے کبھی زور ٹوٹ جاتا ہے مگر لگا تار قریباً بارش ہورہی ہے اور اس موسم میں دین اسلام جو سہولتیں دیتا ہے اور زیادہ سختی نہیں کرتا ماننے والوں پر، اس دین اسلام نے اجازت دی ہے کہ اگر چاہو تو ایسے موسم میں جمعہ نہ ہو اور اپنے اپنے حلقہ یا محلّہ یا قریب کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ لی جائے یا گھروں میں نماز پڑھ لی جائے اور بہت سے دوست ہیں جن کو جسمانی طاقت کی وجہ سے یا دل کے جذبہ کے نتیجہ میں یہ ہمت ہوتی ہے کہ وہ مسجد میں آجائیں تو موسم پر غور کرتے ہوئے میں نے سوچا تو میرے سامنے یہ سوال آیا کہ آیا میں ان کا خیال رکھوں جو مسجد میں پہنچ جائیں گے اس موسم کے باوجود یا ان کا خیال رکھوں جو موسم کی وجہ سے اجازت جو ان کو دی گئی ہے اس کے نتیجے میں مسجد میں نہیں پہنچیں گے۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ جو مسجد میں جمعہ کی خاطر تکلیف اٹھا کر پہنچیں گے ان کا بہر حال خیال رکھنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت عام حاضری کی نسبت شاید آٹھواں حصہ یا دسواں حصہ حاضری ہو مگر جو نہیں آئے ان کا بھی کوئی گناہ نہیں کیونکہ اسلام نے یہ اجازت دی ہے۔ ایک دفعہ اس سے ملتے جلتے حالات میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں یہ اعلان فرمایا صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۰۳) کہ

ایسا موسم ہے کہ اپنے گھروں میں ہی نماز اب تم پڑھ لو، جمعہ کے لئے آنے کی ضرورت نہیں اور یہ جو سہولت دی جاتی ہے اور جو لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کو بھی جہاں تک ثواب کا تعلق ہے اس معنی میں کوئی نقصان نہیں کہ جنت میں جانا اور جنت میں ابدی زندگی گذارنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے انسان کے عمل کے نتیجہ میں نہیں۔تو اس موسم نے میری توجہ اس مسئلہ کی طرف پھیری کہ بہت سے انسان ایسے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جن کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ محدود اعمال کی غیر محدود جزا نہیں دیتا، نہ دے سکتا ہے اس لئے یہ انتظام کیا اس نے کہ جس وقت ایک روح جنت میں اپنے اعمال کا بدلہ پا لیتی ہے تو اسے واپس اس ایسی دنیا میں یا اس دنیا میں جہاں نیک اور بدعمل کا موقع اور اس کے اوپر جہنم یا جنت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے ایک زندگی شروع ہوتی ہے۔نئی جون میں روحیں آتی ہیں۔ نئے جسموں کے اندر نئے سرے سے عمل کرتی ہیں، پھر نئے سرے سے خدا تعالیٰ ان کے اعمال کی جزا کے لئے انہیں ایک محدود عرصہ تک جنت میں رکھتا ہے۔ پھر وہ عرصہ پورا ہو جاتا ہے پھر وہ واپس نئے جسموں میں آتی ہیں ایک نیا دور پھر شروع ہو جاتا ہے اور اس طرح غیر متناہی دور انسان کی روح پر آتے رہتے ہیں لیکن اسلام ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال پر فرمایا کہ ہاں عائشہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی جنت میں جاؤں گا اپنے اعمال کے نتیجہ میں نہیں (حوالہ) اور یہ عقیدہ رکھنا کہ جو جنت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ان کو ایک ابدی جنتی زندگی عطا کی جائے گی پھر وہ جنت میں سے نکالے نہیں جائیں گے اور یہ عقیدہ رکھنا جیسا کہ اسلام نے ہمیں سکھایا کہ جنت کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے مرورِ زمانہ کے ساتھ پہلے کی نسبت زیادہ نازل ہوں گے یا جلوہ گر ہوں گے جنتیوں پر۔ بلکہ ایک حدیث میں تو یہ بھی آیا ہے کہ ہر روز جنتی اپنے مقام سے ایک بالا مقام کی طرف خدا کی رضا کے نتیجہ میں اور اس کے فضل سے ترقی کر جائیں گے اور نئی رفعتوں کو حاصل کریں گے اور زیادہ قرب انہیں نصیب ہوگا اللہ تعالیٰ کا۔قرآن کریم نے ہمیں سمجھانے کے لئے یہ بتایا ہے، وہ بڑی وضاحت کے ساتھ اور وہ اتنی روشن دلیل ہے کہ انسان جب اس پہ غور کرے تو سارا مسئلہ انسان کے

ذہن میں خود آجاتا ہے۔ قرآن کریم نے یہ کہا کہ جب ابھی تمہارے اعمال شروع بھی نہیں ہوئے تھے تو بے شمار خدا تعالیٰ کی نعمتیں تمہارے حصے میں آ گئیں۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثية:۱۴) کہ ہر دو جہان کی ہر چیز کو تمہاری خدمت اور تمہاری بھلائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا اور انسان کی تو ایک نسل کے بعد دوسری نسل آتی ہے اور پہلی نسل بھی انسان کی پیدا نہیں ہوئی تھی جب یہ دو جہان پیدا ہو گئے اور اس کی بھلائی کے اور اس کی ترقیات کے اور اس کے سکون کے اور اس کے اطمینان کے اور اس کی خوشحال زندگی کے سامان پیدا کر دیئے اللہ تعالیٰ نے۔ کس عمل کے نتیجہ میں پیدا کئے تھے؟ رحمانیت کے ہی جلوے تھے نا جو بغیر عمل کے جزا دیتی ہے تو دوسری طرف انسان کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں اس قدر کامل استعدادیں عطا کیں کہ ہر چیز جو پیدا کی گئی اس سے وہ خدمت لے سکتا ہے۔ یہ جو انسان کو صلاحیتیں ملیں انسان کی پیدائش کے ساتھ یہ اس کے کس عمل کا نتیجہ تھا؟ انسان کو یہ طاقتیں ملیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نیک اعمال بجالائے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرے۔ یہ طاقتیں، روحانی طاقتیں جو ہیں جو روحانی صلاحیتیں اور استعدادیں ہیں جن کے بغیر روحانی میدان میں انسان ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتا یہ اس کے کس عمل کے نتیجہ میں اس کو ملیں؟ ظاہر ہے کہ ابھی جو چیز اس کو ملی نہیں، اس کے مطابق اس نے عمل کہاں سے کر لیا۔ تو پیدائش کے ساتھ اتنی وہ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ کی تصویر آتی ہے۔ تو یہ بارش نے ہی میری توجہ اس طرف پھیری نا کہ قطرے بارش کے تو ممکن ہے کہ انسان گن لے، خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو گن نہیں سکتا اور یہ جن نعمتوں کا میں ذکر کر رہا ہوں ساری وہ ہیں جن کا تعلق انسان کے نیک یا بد عمل سے نہیں بلکہ انسان عمل کرنے کے ابھی قابل بھی نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے لئے موجود تھیں۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس کی پیدائش کے وقت اس کا استقبال کر رہی ہیں۔ جب اس نے پیدا ہوتے وقت پہلی چیخ لگائی اس دنیا میں آ کر تو اس کا جواب کائنات نے یہ دیا تو چیختا کیوں ہے ہر چیز تیرے لئے پیدا کی گئی ہے، آگے بڑھ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر۔

تو جس نے ہماری پیدائش سے پہلے بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازا وہی ہمارے مرنے

کے بعد بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازنے والا ہے اور ایک عمل ہمیں نظر آ رہا ہے اس زندگی میں کہ یہ بادل ہیں اللہ یہ خیر کے ہی بادل بنائے اور یہ بارش ہے اللہ خیر کی بارش کرے، یہ چاند، یہ سورج، یہ ان کی شعاعیں، یہ زمین، یہ اس کی بے شمار خاصیتیں، ایکٹرا ایکٹر میں فرق تاکہ ہم مختلف اجناس اگا سکیں ان کے اندر، علاقے علاقے کی طاقتوں کا زمین کا فرق۔ کوئی روئی اگا رہی ہے کوئی گندم اگا رہی ہے، کوئی کچھ اگا رہی ہے، کوئی باغات اگا رہی ہے تاکہ انسان خدا تعالیٰ کی کسی نعمت سے بھی محروم نہ رہے۔ بغیر کسی عمل کے یہ ساری چیزیں پیدا کیں۔ جس نے عملاً اپنی بے شمار نعمتوں سے انسان کو اس کے عمل سے پہلے نواز دیا اس کے متعلق تو ایک لحظہ کے لئے بھی یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ روحانی دنیا میں جب وہ اپنی رضا کی جنتوں میں انسان کی روح کو لے جائے گا۔ یہی جلوہ اس کے اوپر نہیں کرے گا کہ ابدی زندگی اس کو عطا کرے اور اس کی روح کو اس کے پیار کی جنتوں کے حصول کے لئے ایک خاص وقت کے بعد دوبارہ عمل کی زندگی گذارنے کے لئے دنیا میں بھیجا جائے ایک نئے جسم کے اندر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ ہاں عائشہ میں بھی اللہ کے فضل ہی سے جنت میں جاؤں گا تو اس میں بھی یہ اعلان کیا کہ اے عائشہ! دیکھو میں ایک انسان ہوں، میری زندگی محدود، اس محدود زندگی میں خدا کے لئے میرا ہر لحظہ جو خرچ ہو رہا ہے زندگی کا وہ بھی محدود۔ اس محدود زندگی میں محدود عمل جو میں بجالاؤں اور خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں ہر عمل ہی خدا کی رضا کے لئے بجا لاؤں لیکن پھر بھی ہیں تو وہ محدود تو میرے محدود عمل کا غیر محدود نتیجہ خدا کے فضل کے بغیر کیسے نکل سکتا ہے۔ اس واسطے حقیقت یہی ہے کہ میں بھی اے عائشہ! خدا کے فضل کے بغیر ابدی زندگی کو حاصل نہیں کرسکتا، اس واسطے کہ خواہ لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (موضوعات کبیر حرف اللّام صفحہ ۵۹) ہی کیوں نہ ہوتا یعنی ہر دو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وہ اپنی جگہ یہ درست لیکن اس پر دو جہان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی محدود، اس زندگی میں انتہائی فدائیت کے نمونے ایک کامل انسان کی حیثیت میں آپ نے دکھائے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم بن گئے یہ درست لیکن خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم بننے کے باوجود آپ کی نیکیاں محدود کیونکہ زندگی محدود۔ محدود زندگیوں کے مقابلہ میں

غیر محدود نتیجہ جنتوں میں رہنے کا اور انعامات کا سوائے خدا تعالیٰ کے فضل کے نہیں مل سکتا تو جس رب کریم نے ہماری پیدائش سے پہلے بے شمار، بے حد وحساب نعمتوں سے ہمیں نوازا اس کے متعلق یہ سوچنا کہ ہمارے مرنے کے بعد وہ اب اس قابل نہیں رہا کہ اپنی جنتوں میں ہمیں ہمارے محدود اعمال کے مقابلہ میں غیر محدود جزا دے کر بے حد وحساب، بے شمار نعماء روحانی سے نواز نہ سکے یعنی یہ غلط بات ہے کہ ہم یہ کہیں کہ وہ نواز نہیں سکتا کیونکہ اس کے جو ہماری پیدائش سے پہلے اس کا ہم سے سلوک ہے اس نے بغیر کسی شک اور شبہ کے یہ ثابت کیا کہ وہ خدا جو ہے وہ کر بھی سکتا ہے اور کرے گا بھی۔ اور کرے گا اسی وجہ سے ہم کہتے کہ اس نے پہلے کیا۔ انسان کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ اس پر بے حد وشمار خدا تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوں۔ کچھ اس کی نیکیوں کے نتیجہ میں یعنی بے حد وشمار جو نعمتیں ہیں کچھ کا حصہ تو مقبول اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں۔ لیکن جو اصل حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ یہ بے حد وحساب نعمتیں جو ہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیں۔ اس واسطے کسی ایسے عقیدہ کی ہماری عقل کو ہماری فطرت کو، جس میں بے حد وشمار صلاحتیں نعماء ظاہری کے استعمال کے لئے اور پھر ارتقاء کرتے ہوئے نعماء روحانی کے قبول کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں جس کو ہماری فطرت، فطرتِ انسانی علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتی ہے، اس یقین پر قائم ہے، روشن چیز ہے ہمارے سامنے کہ ہمارا خدا جو ہے وہ اپنے فضل سے بے حد وشمار نہ ختم ہونے والی نعمتیں نہ ختم ہونے والی زندگی میں ہمیں عطا کرے گا۔ اس واسطے وہ تمام عقائد جو خدا تعالیٰ کی رحمانیت جو خدا تعالیٰ کے سلوک سے جو اس نے انسان سے کیا کہ یہ اعلان کر دیا سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴) اس کے یہ خلاف ہے کہ یہ کہا جائے کہ پھر وہ روح کو واپس لائے گا اور ایک نئے سرے سے ان کو کہے گا کہ نیک اعمال کرو تب تم میری جنتوں میں رہ سکتے ہو ورنہ نہیں رہ سکتے۔

خدا تعالیٰ بڑا پیار کرنے والا ہے۔ اس محدود زندگی میں اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق جس حد تک ہم اس سے اس کے بے حد وحساب پیار کے مقابلہ میں پیار کر سکیں وہ ہمیں کرنا چاہیئے ورنہ ہماری بدقسمتی ہوگی، ورنہ وہ روح جو ابدی جنتوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اسے اپنی زندگی کا، اپنی حیات کا ایک حصہ خدا تعالیٰ کے غضب کے جہنم میں گذارنا پڑے گا۔ اس

کے لئے تو نہیں اس کو پیدا کیا۔ خدا نے تو یہ اعلان کیا ہے کہ میں نے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت: ۵۷) کہ انسان بڑے ہوں یا چھوٹے اپنا عبد بننے کے لئے ان کو پیدا کیا۔ تو ہر شخص کو جس کی فطرت مسخ شدہ نہیں ہے اسے اس حقیقت کا احساس ہونا چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے پیار کا تعلق قائم کرنے کے لئے ہمیشہ اسے کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کوشش، ایسی کوشش کرنے کی توفیق بھی عطا کرے اور ہمارے اعمال کو وہ قبول بھی کرے تا محدود اعمال کا ہم اس سے نہایت ہی پیارا غیر محدود، رضا کی جنتوں کی شکل میں اپنا بدلہ اور ثواب حاصل کرسکیں۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)